جو افسردہ مزاجئ حیاتِ دل کو گرما دے
جہاں کی وسعتوں میں زندگیٔ روح برسا دے

ہر اک آواز ہو جس کی نویدِ عشرتِ منزل
ہو جس کا ہر نفس زمزمہ زن سازِ سیرِ محفل

نگاہوں سے وہ یوں احساسِ خوابیدہ کو گرمائے
مزاجِ زندگانی مرکزِ اصلی پہ آ جائے

یہاں تک جذبۂ حسنِ وفا سرگرمِ احساں ہو
ہر اک انساں کو استحقاقِ انسانی کا عرفاں ہو

تمام افرادِ ملت نقطۂ وحدت پہ آ جائیں
عروجِ ارتقا کی عظمتیں گردوں کو شرمائیں

فضائے بزمِ ہستی اس طرح تنویر ساماں ہو
نمودِ شام سے جلوہ نما صبحِ درخشاں ہو

ہو پیدا قوتِ تعمیر ذراتِ پریشاں میں
شگفتہ ہوں ہزاروں گلستاں ہر اک بیاباں میں

اندھیرا دور ہو جائے صداقت کی تجلی سے
ہر اک داغِ جہالت دور ہو دامانِ ہستی سے

ضرورت ہے جہاں کو آج ایسے مردِ کامل کی
جو تسکیں بن کے آ جائے ہر اک ٹوٹے ہوئے دل کی

اے اہلِ وطن تم ہنستے ہو اور تم پہ زمانہ روتا ہے

از

جناب عرشؔ ملسیانی

اک اشکِ ندامت سُنتے ہیں سَو داغِ کدورت دھوتا ہے
لیکن ہے یہاں تو یہ عالم یہ جی کو اور ڈبوتا ہے
اس حسنِ تمسخر کے صدقے کیا دیدۂ عبرت بند ہوا
اے اہلِ وطن تم ہنستے ہو اور تم پہ زمانہ روتا ہے
گو فصلِ خزاں ہے پھر بھی تو کچھ پھول چمن میں باقی ہیں
اے ننگِ چمن تو اس پہ بھی کانٹوں کے ہار پروتا ہے